



سوال

(254) اذانِ تہجد اور صفیں سیدھی کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل سوالات پر آپ کی رہنمائی درکار ہے۔ (نذیر احمد، جامعہ ابی بکر، کراچی)

- ۱۔ تہجد اور فجر کی اذان کا وقفہ کتنا ہونا چاہئے؟
- ۲۔ الصلاۃ خیر من النوم کس اذان میں کہنا چاہئے؟
- ۳۔ کیا تہجد کی اذان کا تعلق خاص رمضان سے ہے؟
- ۴۔ صفیں درست کرانے کے لئے امام کے کیا فرائض ہیں؟
- ۵۔ جماعت میں کیا بچوں کے لئے علیحدہ صفت بنانا چاہئے؟
- ۶۔ مقتدی اگر امام سے تقدیم کریں تو ان کے لئے کیا وعید ہے؟
- ۷۔ جہر نمازوں میں کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی آیات تلاوت کی جاسکتی ہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

۱۔ شرع میں تہجد کی اذان کا ثبوت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے مختلف اوقات میں تہجد پڑھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

وكان لا تشاء أن تراه من الليل مُصلياً إلا رأيته، ولأنما الأرايئة، صحیح البخاری، باب قیام اللیل ﷺ باللیل من نومه، وما سُج من قیام اللیل، رقم: ۱۱۴۱

”اگر تم رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے ہو اور اگر سو یا ہوا دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے ہو۔“

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: **”مَا نَأْفَاهُ النَّحْرُ عِنْدِي إِلَّا نَمَا تَفْنَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“** ”میرے پاس تو سحر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہی رہے۔“ (صحیح البخاری: باب من نام عند السحر رقم: ۱۱۳۳)

یہ احادیث اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ نماز تہجد کا وقت متعین نہیں اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کے لئے اذان بھی نہیں اور جہاں تک بلالی اذان کا تعلق ہے سحدیث میں اس کے دو مقصد بیان ہوئے ہیں۔ تہجد گزار تہجد ختم کر دیں لیکن قانم اور سوتے ہوئے بیدار ہو جائیں (ولینبہ نامکم)۔ صحیح البخاری باب الاذان قبل الفجر رقم: ۶۲۱

اسکے علاوہ تیسرا کوئی مقصد نہیں۔ دونوں اذانوں میں وقفہ کے بارے میں نسائی میں ہے:

”وَلَمْ يَكُنْ يَنْتَمِئًا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَضَعُ هَذَا سِنَّ النَّسَائِي، بَلْ يُؤْذَنُانِ جَمِيعًا أَوْ فُرَادَى، رَقْم: ۶۳۹“

یعنی ”دونوں صرف اتنا ہی وقفہ ہوتا کہ ایک اترتا اور دوسرا پڑھ جاتا

مراد بہت کم وقفہ ہوتا تھا۔ مبالغہ پر محمول کیا جائے تو قریباً بیس پچیس منٹ۔

۲۔ جہاں صبح کی دو اذانوں کا اہتمام ہو۔ وہاں پہلی اذان میں الصلاة خمیر من النوم کہا جائے اور ایک کی صورت میں موجودہ اذان میں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”كَانَ فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ، الصَّلَاةُ خَمِيرٌ مِنَ النَّوْمِ۔“ السنن الكبرى للبيهقي، باب التثويب في اذان الصبح، رقم: ۱۹۸۶، شرح مشكل الآثار، رقم: ۶۰۸۲

اور ابو مخزومہ کی روایت میں ہے:

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلِمَ فِي الْأَذَانِ مِنَ الصُّبْحِ، الصَّلَاةُ خَمِيرٌ مِنَ النَّوْمِ“ شرح المعاني الآثار للطحاوي، باب قول المؤذن في اذان الصبح الصلاة خمير من النوم... الخ، رقم: ۸۳۰، السنن الكبرى للبيهقي، باب التثويب في اذان الصبح، رقم: ۱۹۷۹

۳۔ نیز صبح کی پہلی اذان کا تعلق صرف رمضان سے نہیں، کیونکہ صحابہ کرامؓ رمضان کے علاوہ بھی کثرت سے نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ اذان بلالی میں **”فَلَقُوا وَاشْرَبُوا“** کے الفاظ محض اشتباہ دور کرنے کے لئے ہیں کہ بلالی اذان سے کھانا پنا حرام نہیں ہوتا۔ (ملاحظہ ہو **مرعاة المفاتيح**: ۲۸۱/۱، ۲۴۳/۱)

۴۔ امام کا فرض ہے کہ وہ خود نمازیوں کی صفیں سیدھی کرے، یہاں تک کہ نمازی صفت بندی سیکھ جائیں۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں برابر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ان سے تیر کی لکڑی برابر فرما رہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہا تا وقتیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ چکے ہیں۔ پھر ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ ایک آدمی کا سینہ صفت سے نکلا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! تم اپنی صفوں کو ضرور سیدھا کر لیا کرو ورنہ اللہ تمہارے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔ (صحیح مسلم، باب تنويع الصفوف، وَاقَابَتِهَا، وَفَضْلِ الْأَوَّلِ... الخ، رقم: ۴۳۶) نیز صفوں کی درستگی کے لئے امام کو جماعت کی طرف چہرہ کرنا چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار نماز کی اقامت ہو گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ ہماری طرف کر کے فرمایا: ”تم لوگ اپنی صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں اپنی پٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“ (صحیح البخاری، باب إقبال الإمام على الناس، عند تنويع الصفوف، رقم: ۷۱۹)

اور صفوں کی درستگی کے لئے امام کسی اور کو بھی مقرر کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم دے جیتے تھے اور جب لوگ لوٹ کر خبر دیتے کہ صفیں



برابر ہوئیں ہیں اس وقت تکبیر کہتے۔ (الموطأ امام مالک: کتاب قصر الصلوة فی السفر، باب ما جاء فی التسویة الصفوف، رقم: ۵۴۲)

راوی بیان کرتا ہے کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ تھا کہ نماز کے لئے تکبیر ہوئی اور میں ان سے لپٹنے وظیفہ مقرر کرنے کے متعلق بات کرتا رہا وہ لپٹنے جو توں سے کنکریاں برابر کرتے رہے یہاں تک کہ مقرر کردہ لوگوں نے آکر صفوں کے برابر ہونے کی خبر دی تو حضرت عثمان نے مجھے کہا: صف میں صحیح طور پر کھڑا ہوجا، پھر آپ نے تکبیر تحریمہ کہی۔ (الموطأ امام مالک: کتاب قصر الصلوة فی السفر، باب ما جاء فی التسویة الصفوف، رقم: ۵۴۳)

۵۔ بچوں کے لیے علیحدہ صف بندی کی ضرورت نہیں، بڑوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔ منی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما بڑوں کی صف میں شامل ہوتے تھے۔ فرمایا: 'وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ، فَلَمْ يُبْكَرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ'۔ "میں صف میں داخل ہوا، پس مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔" (صحیح البخاری، باب سُرَّةُ الْإِمَامِ سُرَّةٌ مِّنْ خَلْفِهِ، رقم: ۴۹۴)

نماز تہجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ جو ابھی بچے تھے، کو لپٹنے ساتھ کھڑا کیا تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

'فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْبَيْتُ مَعِيَ، وَالْحُجُورُ مِنِّي وَرَأَيْتَا، فَصَلَّى بِنَارِ كَعْبَتَيْنِ، صَحِيحُ الْبُخَارِيِّ، باب وضوء الصبيان... الخ، رقم: ۸۶۰

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام سے پہلے سر اٹھانے والے کو (کیا) اس بات سے ڈر نہیں لگتا ہے کہ اللہ اس کا سر کہیں گدھے کے سر سے نہ بدل دے۔ صحیح البخاری، باب إِثْمٌ مِّنْ رَّفْعِ رَأْسِهِ قَبْلَ الْإِمَامِ، رقم: ۶۹۱

اس سے معلوم ہوا امام سے سبقت کرنا سخت وعید کا باعث ہے۔

۷۔ فاتحہ کے علاوہ آدمی کو اختیار ہے نماز میں جتنی آیات چاہے تلاوت کر سکتا ہے اور اگر نہ بھی ملائے تب بھی نماز درست ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حاقظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوة: صفحہ: 232

محدث فتویٰ